سلسلة مطوية بالأردو (8)

بیـــــــماری

بذات خود ایک دوسرے کو نہیں لگتی

(لا عـــــدوی)

إعداد:
ندیم أختر سلفی
داعية هندي بجمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بحوطة سدير

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حوطة سدير
تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم "لا عَدوَى ولا طِيرةَ ولا هامةَ" فقامَ إليهِ رجلٌ أعرابيٌّ فقالَ يا رسولَ اللَّهِ أرأيتَ البعيرَ يَكونُ بِه الجربُ فيُجربُ الإبلَ كلَّها قالَ: "ذلِكمُ القدَرُ فمَن أجربَ الأوَّلَ" (أخرجه أحمد (25)، ابن أبي شيبة (40)، ابن ماجة (86)

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی، بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں، اور نہ اُلو کوئی چیز ہے"، ایک اعرابی اٹھ کر آپ کے قریب آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! دیکھئے نا، ایک اونٹ کو خارش کی بیماری ہوتی ہے تو وہ تمام اونٹوں کو خارش میں مبتلا کردیتا ہے، تو آپ نے فرمایا: " یہ تقدیر ہے، پہلے اونٹ کو خارش کس سے لگی"؟

حدیث کے فائدے:

(1) عام طور پر یہ تصوّر کیا جاتا ہے کہ اگر کسی بیمار شخص کے پاس کوئی تندرست آدمی اٹھتا بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ کھاتا پیتا ہے یا اس کا لباس استعمال کرتا ہے تو اسے بھی وہی بیماری لگ جاتی ہے جو مریض کو تھی، عرف عام میں ایسی بیماریوں کو متعدی بیماریاں کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بیماری اس طرح ایک دوسرے کو نہیں لگتی، البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ جس وجہ سے پہلے آدمی کے جسم میں مرض پیدا ہوا ہے وہی وجہ کسی اور شخص میں بھی پائی جائے اور وہ بھی بیمار ہوجائے، تو گویا دوسرے مریض کے بیمار ہونے کی اصل وجہ حکم باری تعالیٰ ہے نہ کہ مریض کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، حدیث میں "لاعدوی" (یعنی بیماری ایک سے دوسرے کو (خود سے) نہیں لگتی) کے ذریعہ واضح اشارہ کردیا گیا کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی کے جوابِ میں کہا کہ یہ "تقدیر" ہے، اور جس طرح پہلے اونٹ کا خارش زدہ ہونا مقدر تھا اسی طرح دوسرے اونٹ کا خارش زدہ ہونا بھی تقدیر کا حصّہ ہے، متعدی بیماری(پٹنے والی بیماری) بذات خود ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل نہیں ہوسکتی جب تک کہ اللہ کا حکم نہ ہو، تو حدیث میں بیماری کے وجود کی نفی نہیں بلکہ اس کی تاثیر کی نفی ہے جب تک اللہ کا حکم نہ ہوجائے۔لیکن جراثیم کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونے کے جو اسباب ہیں ان سے بچنا بھی شریعت کی نگاہ میں ضروری ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ اسباب بذات خود متاثر نہیں ہوتے بلکہ وہ بھی حکم الٰہی کے تابع ہوتے ہیں۔

(2) عرب لوگ پرندوں اورجنگلی جانوروں کے گزرنے سے شگون لیتے تھے، کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہتا تو کسی بیٹھے ہوئے پرندے یا ہرن وغیرہ کو پتھر مار کر بھگاتا اگر وہ دائیں جانب جاتا تو سمجھا جاتا کہ کام صحیح ہوجائے گا، اگر بائیں طرف جاتا تو سمجھا جاتا کہ کامیابی نہیں ہوگی، یہ سب انسان کا وہم ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

موجودہ دور میں لولہے، لنگڑے، گنجے، کوڑھ زدہ یا ایک آنکھ والے انسان سے ملاقات کو اور ان کے ساتھ بیٹھنے کو نحوست جاننا، یا کالی بلی کا راستہ کاٹنے پر کسی کام سے رک جانا یا گھر پر کوّا اور اُلو کی آواز کو کسی مصیبت کا پیش خیمہ سمجھنا بدشگونی کی صورتیں ہیں، یا کسی خاص عدد(مثلاً 13 کا عدد)، یا کسی خاص دن (مثلاً منگل)، یا کسی خاص مہینہ (مثلاً ماہ صفر یا شوال) کو نامبارک قرار دینا بھی بدشگونی کی صورتیں ہیں، حدیث میں" لاطیرة" کے ذریعہ ہر قسم کی بد شگونی کی تردید کی گئی ہے۔

(3) مشرکین عرب میں ایک غلط تصوّر یہ بھی پایا جاتا تھا کہ اگر مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح اُلو کی شکل اختیار کرکے بھٹکتی اور چینختی پھرتی ہے اور انتقام کا مطالبہ کرتی ہے، اس غلط تصور کی وجہ سے ان لوگوں میں نسل در نسل انتقام اور قتل وغارت کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اس حدیث میں "ولاهامة" کے ذریعہ اس غلط تصوّر کی تردید ہے کہ الو کو منحوس تصور کرنا غلط ہے، بلکہ وہ بھی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہےجس کا انسانوں کی قسمت سے کوئی تعلق نہیں۔

کتابِ وسنت پر مبنی عقیدہ کی حفاظت، اس کی ترویج واشاعت اور سماج کو اس طرح کے غلط تصوّرات سے بچانا اور انہیں آگاہ کرنا کسی ایک فرد کی نہیں بلکہ ہم سب کی ذمہ داری ہے، کوتاہی کرنے کے نتیجے میں ہی سماج میں بہت ساری غلط چیزیں عام ہوجاتی ہیں اور پھر عوام اسے دین کا حصّہ سمجھنے لگتی ہے، اس لئے ہم سب اپنی ذمہ داری کو سمجھیں، علماء کی مجالس اختیار کریں کیونکہ ان سے بھاگنے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ دین سے بھاگنا چاہتے ہیں، یا پھر آپ کے چاروں طرف شیطان کا حصار اتنا مضبوط ہے کہ آپ کو نکلنے ہی نہیں دیتا۔